مواعظِ اختر
نمبر ۲۹

عشقِ مجازی کا اضطراب اور اس کا علاج

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ حضرتِ مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

hazratmeersahib.com

عشقِ مجازی کا اضطراب اور اس کا علاج

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ

حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

ناشر

بی ۸۴، سندھ بلوچ ہاؤسنگ سوسائٹی، گلستانِ جوہر بلاک نمبر ۱۲ کراچی

www.hazratmeersahib.com

بہ فیضِ صحبتِ ابرارؔ یہ دردِ محبت ہے
محبت تیرا صدقہ ہے ثمر تیرے نازوں کے

بہ اُمیدِ نصیحت دوستو اُس کی اشاعت ہے
جو میں یہ نشر کرتا ہوں خزانے تیرے رازوں کے

یہ انتساب

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ
اپنی حیاتِ مبارکہ میں اپنی جملہ تصانیف پر تحریر فرمایا کرتے تھے۔

احقر کی جملہ تصانیف و تالیفات

مرشدنا و مولانا محی السنہ حضرت اقدس شاہ ابرار الحق صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

اور

حضرت اقدس مولانا شاہ عبد الغنی صاحب پھولپوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

اور

حضرتِ اقدس مولانا شاہ محمد احمد صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

کی

صحبتوں کے فیوض و برکات کا مجموعہ ہیں

احقر محمد اختر عفا اللہ تعالیٰ عنہ

ضروری تفصیل

نامِ وعظ: عشق مجازی کا اضطراب اور اس کا علاج

نامِ واعظ: محبی ومحبوبی مرشدی ومولائی سراج المِلّت والدّین شیخ العرب والعجم عارف باللہ قطب زماں مجدد دوراں حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

تاریخ وعظ: اتوار، ۳ محرم ۱۴۰۹ھ مطابق ۱۴ اگست ۱۹۸۸ء

مقام: مدینہ منورہ

موضوع: تَبٰرَكَ الَّذِیْ بِیَدِهِ الْمُلْكُ الخ کی تفسیر

مرتب: حضرت اقدس سید عشرت جمیل میر صاحب دامت برکاتہم
خادمِ خاص وخلیفہ مجازِ بیعت حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ

اشاعتِ اوّل: ۱۲ محرم ۱۴۳۶ھ مطابق ۵ نومبر ۲۰۱۴ء

ناشر: ادارۂ تالیفاتِ اختریہ
بی ۸۴، سندھ بلوچ ہاؤسنگ سوسائٹی، گلستانِ جوہر بلاک نمبر ۱۲ کراچی

عنوانات	صفحہ نمبر

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَ کَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ○ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

تَبٰرَکَ الَّذِیْ بِیَدِہِ الْمُلْکُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرُ ○ الَّذِیْ خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَیٰوۃَ لِیَبْلُوَ کُمْ اَیُّکُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا وَھُوَ الْعَزِیْزُ الْغَفُوْرُ ○

(سورۃُ الملک، آیت ۱، ۲)

جس کا بلڈ پریشر ہائی ہوتا ہے نمک اس کے لئے نقصان دہ ہوتا ہے، اسی طرح نمکین صورتوں سے بھی احتیاط کرو، ان سے روحانی بلڈ پریشر ہائی ہوتا ہے جس طرح غذائیں جسمانی ہائی بلڈ پریشر کا باعث بنتی ہیں۔ اس پر میرا شعر ہے ؎

جس غذا میں بھی ہو نمک شامل
واجب الاحتیاط ہوتی ہے
جن کی صورت میں ہو نمک شامل
واجب الاحتیاط ہوتے ہیں

عشقِ مجازی کا عالمِ اضطراب

ان حسینوں کو دیکھنے سے روحانی بلڈ پریشر کیوں ہائی ہوجاتا ہے؟ اب اس کی وجہ سنئے۔ جس دن چودھویں تاریخ کا چاند نکلتا ہے اس دن سمندر میں جوار بھاٹا آجاتا ہے، سمندر اپنی حد سے ایک فرلانگ آگے بڑھ جاتا ہے، چاند

کے حسن کا اس پر یہ اثر پڑتا ہے۔ تو دل کے دریا اور سمندر کے طوفان سے بچو، زمین کے چاندوں سے نظر نہ ملاؤ ورنہ دل میں جوار بھاٹا شروع ہوجائے گا، مدوجزر ہوگا، طغیانی وطوفان مچے گا، دل میں بے چینی شروع ہوجائے گی، آج تک مجھ سے کسی نے نہیں کہا کہ مجھے حسینوں سے چین ملا ہے، سب نے یہی کہا کہ دل بے چین ہے۔

جب میں کانپور گیا تو میرے شیخ مولانا شاہ ابرار الحق صاحب دامت برکاتہم کے پاس ایک ڈاکٹر آیا، اس نے کہا کہ حضرت سے تنہائی میں بات کرنی ہے، میں بھی اٹھ کر جانے لگا تو کہا کہ آپ بیٹھے رہیے۔ اس نے حضرت سے کہا کہ آج کل ایک عالمِ اضطراب طاری ہے، میں کسی سے شادی کرنا چاہتا ہوں، وہ راضی نہیں ہوتی، کوئی وظیفہ بتائیے۔ تو ان صورتوں کی وجہ سے اس دنیا میں ہر شخص بے چین ہے، یہ صورت پرستی نہایت خطرناک مرض ہے۔ اس لئے مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎

گر ز صورت بگذری اے دوستاں
گلستان است گلستان است گلستاں

دوستو! اگر صورت پرستی سے باز آجاؤ، صورتوں کی پوجا نہ کرو تو اللہ تعالیٰ قرب کے تمہیں باغ ہی باغ نظر آئے گا۔

نفع وضرر کسی مخلوق کے اختیار میں نہیں

میں نے بیان کے شروع میں سورۂ ملک کی آیت پڑھی تھی۔ کل میں نے وعدہ کیا تھا کہ ان شاء اللہ تعالیٰ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے اللہ کے کلام یعنی سورۂ ملک کی تفسیر بیان کروں گا۔ جب کسی آیت کی تفسیر براہِ راست حدیث سے مل جاتی ہے تو یہ بہت ہی قابل مسرت اور بہت اہم چیز ہوتی ہے اور

اس سے بہت لطف آجاتا ہے۔ تو اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ بڑی ہی بابرکت ہے ہماری ذات جس کے قبضہ میں تمام کائنات ہے، عرشِ اعظم سے لے کر تمام آسمان، سورج، چاند، سمندر اور دریا سمیت اللہ کے حکم کے بغیر ایک ذرّہ ہل نہیں سکتا، اس لئے کسی قسم کا ضرر اور نفع کسی کے بھی اختیار میں نہیں ہے۔

ایک عرب اپنی بیوی کو سمجھا رہا تھا جو کبھی ہوائی جہاز میں نہیں بیٹھی تھی اور ڈر رہی تھی، تو وہ عربی زبان میں کہہ رہا تھا:

﴿قُلْ لَّنْ يُّصِيْبَنَآ اِلَّا مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَنَا﴾

(سورۃ التوبۃ، آیت:۵۱)

ہم پر کوئی مصیبت ہرگز نہیں آسکتی مگر جو اللہ نے لکھ دی ہے، **هُوَ مَوْلٰنَا** اور وہ ہمارے مولیٰ ہیں۔ مسلمان کو کسی قسم کی کوئی تکلیف آئے سوائے نافرمانی کے، جیسے کوئی کہے کہ ابا نے لکھ دیا ہے تو ربا کی رحمت کے لحاظ سے **مَوْلٰنَا** کے معنی سب ہمارے لئے مفید ہیں، نافرمانی تو مضر ہے، معصیت مصیبت سے کئی درجے بدتر چیز ہے۔

مصیبت اور معصیت

شیخ سعدی شیزاری رحمۃ اللہ علیہ گلستان میں لکھتے ہیں کہ ایک بزرگ دریا کے کنارے بخار میں مبتلا تھے، کسی نے کہا حضور! آپ کے پھونک سے جھاڑ سے تعویذ سے سب کے بخار اچھے ہو رہے ہیں اور آپ بخار میں مبتلا ہیں تو انہوں نے کہا۔

الحمد للہ در مصیبت گرفتار ہستم
لیکن در معصیت گرفتار نہ ہستم

میں مصیبت میں گرفتار ہوں، تکلیف میں ہوں جس کی وجہ سے گناہ معاف

ہو رہے ہیں اور میں اجر پا رہا ہوں لیکن شکر ہے کہ میں اللہ تعالیٰ کی کسی نافرمانی میں گرفتار نہیں ہوں۔ تو بزرگوں نے ہمیشہ اس کا اہتمام کیا ہے، وہ معصیت سے زیادہ اہتمام سے بچتے ہیں، اگر دنیا میں ان کو کوئی مصیبت اور غم ہے تو صرف معصیت ہے کہ ہر اللہ والا چاہتا ہے کہ میری ایک سانس بھی اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں نہ گذرے اور اگر ایمان ہے اور اللہ پر صحیح یقین ہے کہ ہمیں اللہ کو حساب دینا ہے تو یہ فکر پوری امت کو ہونی چاہیے اور یہ فکر اہل اللہ سے لی جاتی ہے، ان کی صحبت میں رہتے رہتے اگر یہ فکر منتقل نہیں ہوتی تو اس شخص کے اخلاص میں کمی ہے۔ خوب غور سے سن لو! اللہ والوں اور بزرگانِ دین کے پاس رہنے کے لیے نیت درست کرو کہ ہم یہاں کیوں رہتے ہیں، گھر چھوڑ کر، کاروبار، خاندان اور نوکری چھوڑ کر کسی بزرگ کے پاس کیوں گئے؟ تاکہ ہم اس سے اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی حاصل کریں۔ لہٰذا اگر خانقاہ میں رہ کر یا مکہ مکرمہ اور مدینہ شریف جیسی محترم جگہ میں رہ کر گناہ نہ چھوڑیں اور یہاں بھی گناہ کریں تو سوچ لو کہ ہمارا یہ عمل کیسا ہے۔

علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے جامع صغیر میں یہ روایت نقل کی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں امت کے اعمال پیش ہوتے ہیں تو یہ سوچنا چاہیے کہ ہمارے اعمال سے کہیں حضور صلی اللہ وعلیہ وسلم کو غم نہ پہنچے ورنہ وہ کیا فرمائیں گے کہ یہ نالائق بلدِ رسول میں رہتا ہے اور پھر بھی عورتوں کو تاکتا ہے، بری نظر سے دیکھتا ہے اور گندے گندے خیالات پکاتا ہے۔ بتائیے! آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو صدمہ پہنچانا کیسا ہے؟ اور پھر اللہ تعالیٰ سے بھی حیا آنی چاہیے۔ لوگ کہتے ہیں کہ صاحب ڈاڑھی رکھنے سے شرم آتی ہے اور اگر رکھیں بھی تو ایک مشت رکھنے سے شرم آتی ہے۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ تسبیح لے کر چلتا ہوں تو لوگ مجھے نیک سمجھتے ہیں لہٰذا مجھے شرم آتی ہے۔ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اگر لوگ آپ کو نیک سمجھتے ہیں تو آپ کا کیا نقصان

ہے؟ کیا آپ یہ چاہتے ہیں کہ لوگ آپ کو بدمعاش سمجھیں؟ اگر لوگ نیک سمجھتے ہیں تو کسی کے سمجھنے سے دکھاوا نہیں ہوگا بس آپ خود کو نیک نہ سمجھیں۔

ریا کی حقیقت

حکیم الامت حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ ریا کے بارے میں ایک حدیث پیش فرماتے ہیں کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کرتے ہیں کہ:

((یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ! بَیْنَا أَنَا فِیْ بَیْتِیْ فِیْ مُصَلَّایَ))

(مشکوۃ المصابیح، کتاب الرقاق، باب الریاء والسمعۃ)

میں اپنے گھر میں تھا اپنے مصلیٰ پر عبادت کررہا تھا، نفلی نمازوں میں مشغول تھا،

إِذْ دَخَلَ عَلَیَّ رَجُلٌ فَأَعْجَبَنِی الْحَالُ الَّتِیْ رَآنِیْ عَلَیْھَا

اچانک ایک آدمی آ گیا، پس مجھے اپنا حال اچھا معلوم ہوا کہ اس شخص نے مجھے اس حال میں دیکھا اور میرا دل خوش ہوگیا۔ یہ تھے صحابہ جو اپنی خوشی اور غم کا بھی تھرمامیٹر رکھتے تھے، حضرت ابو ہریرہ دربارِ رسالت میں آرہے ہیں کہ اے اللہ کے رسول! ہماری یہ خوشی جائز ہے یا ناجائز؟ جب ایک آدمی نے انہیں عبادت میں مشغول دیکھا تو ان کے دل نے خوشی محسوس کی اور ان کو اپنا یہ حال اچھا معلوم ہوا تو فوراً دل میں کھٹک پیدا ہوئی کہ کہیں دکھاوا تو نہیں ہوگیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

رَحِمَکَ اللّٰہُ یَا أَبَا ھُرَیْرَۃَ! لَکَ أَجْرَانِ أَجْرُ السِّرِّ وَأَجْرُ الْعَلَانِیَۃِ

تجھ پر خدا کی رحمت نازل ہو، تیرے لئے تو دوگنا اجر ہے پوشیدہ عبادت کا بھی کیونکہ تم گھر میں چھپ کر عبادت کررہے تھے اور اعلانیہ عبادت کا بھی ثواب مل گیا۔

تو دِکھانے میں اور دیکھنے میں فرق ہے۔ ساری دنیا ہماری عبادت کو

دیکھ لے تو یہ ریا نہیں ہے، رِیا دِکھانے کی نیت سے ہوتی ہے۔ محدثین نے لکھا ہے کہ تسبیح شیطان کا کوڑا ہے، تسبیح دیکھتے ہی وہ بھاگ جاتا ہے، تسبیح ہاتھ میں ہے اور اللہ! اللہ! کرتا جا رہا ہے تو وہ کسی عورت کو نہیں دیکھ سکتا، سوچتا ہے کہ عورت بھی کیا کہے گی کہ یہ عجیب ملّا ہے، ہاتھ میں تسبیح ہے اور آنکھ میں شیطان۔ لٰہذا تسبیح بہت سے گناہوں سے بچا دیتی ہے۔ اسی طرح ڈاڑھی بھی بہت سے گناہوں سے بچاتی ہے لیکن پوری یعنی ایک مشت ہو، ورنہ جو لوگ چھوٹی سی ڈاڑھی رکھتے ہیں یعنی کچھ مولوی اور کچھ مسٹر تو وہ ایک خاص قسم کی مخلوق بن جاتے ہیں، ان کی نیت یہ ہوتی ہے کہ ہم مسٹروں میں جائیں گے تو لوگ یہ سمجھیں کہ یہ پرانا دقیانوسی نہیں ہے، ابھی یہ بحرِ اوقیانوس میں پورا غرق نہیں ہے، تھوڑا ماڈرن علوم میں بھی دسترس رکھتا ہے اور اگر مولویوں میں جائیں تو وہ بھی بالکل مسٹر نہیں سمجھیں گے، تو وہ دونوں طرف سے داد وسلام لینا چاہتے ہیں، حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ دونوں طرف والے اسے اپنے جیسا نہیں سمجھتے، مولوی کہتے ہیں کہ ابھی یہ پورا مولوی نہیں ہے اور مسٹر کہتے ہیں کہ یہ پورا مسٹر نہیں ہے۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿يَاۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوا ادۡخُلُوۡا فِى السِّلۡمِ كَآفَّةً﴾

(سورۃ البقرۃ، آیت:۲۰۸)

اے ایمان والو! اسلام میں پورے کے پورے داخل ہو۔ ایک بزرگ بابا نجم احسنؒ کا شعر ہے ؎

نہیں ہوں کسی کا تو کیوں ہوں کسی کا
اُنہی کا اُنہی کا ہوا جا رہا ہوں

سوچو تو کہ جب ہم صرف اللہ تعالیٰ ہی کے ہیں تو پورے کے پورے ہی اللہ تعالیٰ کے کیوں نہیں ہو جاتے۔ اللہ کی رضا کے بعد پوری کائنات آپ کے تابع ہے۔

جگر مرادآبادی کا ایک شعر یاد آیا۔

میرا کمالِ عشق بس اتنا ہے اے جگرؔ
وہ مجھ پہ چھا گئے میں زمانے پہ چھا گیا

اللہ تعالیٰ کی محبت دل پر چھا جائے تو ساری کائنات نگاہوں سے گر جائے۔

تازیانۂ عبرت

امریکہ میں ایک سکھ ڈاڑھی رکھ کر فوج میں نوکری کے لئے گیا، امریکی کمانڈر نے کہا کہ ہماری فوج میں ڈاڑھی والا نوکری نہیں کرسکتا، اس کے لیے ڈاڑھی منڈوانی پڑے گی۔ اس نے کمانڈر انچیف سے جا کر کہا میں دو من کا جسم لے کر دوڑتا ہوں تو کیا ایک چھٹا نک کی ڈاڑھی لے کر نہیں دوڑ سکتا؟ پھر اس نے صدر امریکا کو ٹیلی گرام کیا کہ میں بہت ہی صحت مند ہوں، دو ڈھائی من کا میرا وزن ہے، میں خوب دوڑتا ہوں، دیکھنے سے رعب دار لگتا ہوں، فوج کی خدمت کرنا چاہتا ہوں مگر آپ کا کرنل کہتا ہے کہ ڈاڑھی منڈا دو، یہ میرا مذہبی مسئلہ ہے، ہمارا پیشوا گرونانک ہے، میں اس کا احترام کرتا ہوں۔ صدر امریکہ نے اس کو اجازت دے دی کہ خاص طور پر تم کو مستثنیٰ کیا جاتا ہے۔ تو کیا وجہ ہے کہ وہ ڈاڑھی کے لیے صدر امریکہ سے لڑ گیا اور آج کا مسلمان اگر مگر لگا رہا ہے، اگر ڈاڑھی رکھ لی تو کیا ہوگا۔ اگر کی شادی مگر سے ہوئی تو کیا ہوا؟ یہ بات مولانا رومی مثنوی کے دفتر سوم جلد ثالث میں فرماتے ہیں کہ اگر کی شادی ہوئی مگر سے اور جو بچہ ہوا اس کا نام تھا کاش کہ۔ حضرت مولانا شاہ محمد احمد صاحب کا ایک شعر یاد آیا۔

مرضی تیری ہر وقت جسے پیشِ نظر ہے
پھر اس کی زبان پر نہ اگر ہے نہ مگر ہے

یعنی جو لوگ ہر وقت اللہ تعالیٰ کو راضی رکھنا چاہتے ہیں، زمین پر رہتے ہوئے بھی

آسمان والے کوخوش رکھتے ہیں وہ عافیت کے ساتھ رہتے ہیں، ان کی ہر سانس اللہ کی رحمت کے سایہ میں ہے، ان سے زیادہ مبارک بندے اور کون ہوں گے۔

دین پر استقامت ایک ہزار کرامات سے افضل ہے

حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کے یہاں ایک شخص نے دس برس خدمت کی پھر کہا کہ حضرت دس برس آپ کی خدمت کی مگر آپ کی کوئی کرامت نہیں دیکھی، آپ کبھی ہوا میں نہیں اڑے، کبھی پانی پر نہیں چلے لہٰذا اجازت دے دی جائے کہ میں کہیں اور جاؤں، کوئی دوسرا پیر تلاش کروں۔ حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ دس برس کے عرصہ میں تم نے میرا کوئی کام سنت اور شریعت کے خلاف پایا؟ اس نے کہا کہ نہیں۔ تو آپ نے ایک آہ کھینچی اور فرمایا کہ جس جنید نے دس برس تک اپنے مالک کو ایک لمحہ ناراض نہیں کیا، اس سے بڑھ کر تم اور کیا کرامت چاہتے ہو، جب سنت و شریعت کے خلاف کوئی کام نہیں کیا یعنی کوئی گناہ نہیں کیا تو ایسے شخص سے تم اور کیا کرامت چاہتے ہو۔

اسی لئے محدثِ عظیم ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اَلْاِسْتِقَامَۃُ فَوْقَ اَلْفِ کَرَامَۃٍ ایک ہزار کرامت سے افضل ہے کہ انسان دین پر قائم رہے اور اللہ کو راضی رکھے، اس کا جتنا تقویٰ مسجد کے اندر ہے اتنا ہی تقویٰ بازار میں ہو، جتنا تقویٰ روضۂ مبارک پر ہے، اتنا ہی تقویٰ سڑکوں پر چلتے ہوئے راستوں میں ہو، وہاں بھی نگاہ نیچی رکھے، وہاں بھی اس کے سامنے اللہ تعالیٰ کی عظمت و ہیبت رہے۔ اور میں تو یہ کہتا ہوں کہ عقل کے لحاظ سے بھی یہ فعل احمقانہ ہے۔ حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اور گناہوں میں تو دنیا کا کچھ فائدہ بھی

ہوتا ہے، لیکن بدنظری کا یہ گناہ انتہائی احمقانہ ہے کہ پرائی چیز کو دیکھ کر للچا رہا ہے، دوسرے کے گھر میں شامی کباب پک رہا ہے اور یہ خوشبو سونگھ سونگھ کر ہائے ہائے کر رہا ہے، ارے! ہائے ہائے کیوں کرتے ہو؟ تمہارے گھر میں جو چٹنی روٹی ہے اسے کھاؤ، جب اللہ نے حلال کی بیوی دی ہے تو دوسری عورتوں کو دیکھ کر حرام لذت کیوں اڑاتے ہو؟ اور جن لوگوں کی ابھی شادی نہیں ہوئی ان کے لیے میرا ایک شعر ہے ؎

جب نہیں دی مجھے حلال کی مے
کیوں پیوں چھپ کے میں حرام کی مے

جب حلال کی بیوی مل جائے تو اس پر قناعت کرو۔

مسلمان بیویوں کے لیے خوشخبری

اب اگر کوئی کہے کہ صاحب! میری بیوی تو کم حسین ہے اور فلاں عورت زیادہ حسین ہے تو اس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم امید دلاتے ہیں۔ علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ اپنی تفسیر روح المعانی میں فرماتے ہیں کہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کیا مسلمان عورتیں حسن و جمال میں حوروں سے کم ہوں گی؟ دیکھئے! کتنا پیارا سوال ہے، آپ جانتے ہیں کہ اس سوال میں کیا چیز پوشیدہ ہے۔ مردوں کی خصلت ہے کہ اگر یہ زیادہ حسین عورت کو دیکھ لیں گے تو بیویوں کو ٹھیک سے دیکھیں گے بھی نہیں لہٰذا حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے یہ سوال کرلیا، اور جواب عطا ہوا کہ مسلمان بیبیوں کا حسن حوروں کے حسن سے افضل ہوگا، اور کتنا افضل ہوگا؟ جیسے رضائی کا استر یعنی نیچے کا کپڑا اور ابرا یعنی اوپر کا کپڑا ہوتا ہے۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے پوچھا کہ اتنا فرق کیوں ہوگا؟ آپ نے فرمایا:

((بِصَلَاتِهِنَّ وَ صِيَامِهِنَّ وَ عِبَادَتِهِنَّ اَلْبَسَ اللّٰهُ وُجُوْهَهُنَّ النُّوْرَ))

(تفسیر روح المعانی، ج:۲۷، ص:۱۲۶، رواہ الطبرانی وابن جریر)

ان عورتوں کے نماز، روزے اور عبادات کی وجہ سے، ان کے چہروں پر اللہ تعالیٰ ان کی عبادت کا نور داخل کر دیں گے، اور حوروں نے عبادت نہیں کی، روزہ نہیں رکھا، نمازیں نہیں پڑھیں، بچے نہیں پالے، شوہروں کی خدمت نہیں کی تو ان عبادات کی وجہ سے ان کے چہرہ کا نور اور ان کا حسن بڑھ جائے گا لہٰذا کچھ دن صبر کریں۔ بتایئے! پلیٹ فارم پر اچھی چائے ملتی ہے؟ آپ کہتے ہیں کہ میاں جیسی چائے ہے چاہے گرم پانی ہی ہے پی لو، ارے زکام سے تو بچ جاؤ گے، پھر گھر چل کر اچھی سی چائے پی لیں گے۔ تو اگر کبھی کسی عورت پر اچانک نظر پڑ جائے تو فوراً آسمان کی طرف دیکھو اور کہو کہ ان شاء اللہ جنت میں اچھی والی ملے گی اور ایک شعر پڑھو جو خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ پڑھا کرتے تھے ؎

بہت گو ولولے دل کے ہمیں مجبور کرتے ہیں
تری خاطر گلے کا گھونٹنا منظور کرتے ہیں

ملّا کا دل بہت لطیف ہوتا ہے، اللہ کا نام لینے والوں کے مزاج کے اندر لطافت اور حسن کا ادراک زیادہ ہوتا ہے۔ حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جو پکے بے نمازی ہیں، اللہ سے دور ہیں، ان کے دل میں کثافت ہوتی ہے اور جو کثیف النظر ہوتا ہے وہ باریک ادراکِ حسن سے قاصر ہوتا ہے اور جو اللہ کا نام لیتے ہیں اور تقویٰ سے رہتے ہیں وہ لطیف الطبع ہوتے ہیں، لطافت کی وجہ سے ان کو باریک حسن کا بھی ادراک ہوتا ہے، اس لئے ان کا مجاہدہ شدید ہوتا ہے لیکن وہ اس مجاہدہ کے لئے تیار رہتے ہیں، اللہ کے حکم پر جان دینے کے لئے تیار رہتے ہیں ؎

جان تم پر نثار کرتا ہوں
میں نہیں جانتا وفا کیا ہے

کیا پیارا شعر کہا ہے کہ زیادہ سے زیادہ تکلیف ہوگی لیکن اس پر حلاوتِ ایمانی کا وعدہ ہے۔

حلاوتِ بصارت فدا کرنے سے حلاوتِ بصیرت عطا ہوتی ہے

اللہ کو حلوۂ بصارت پیش کیا اور اللہ تعالیٰ نے اس کے بدلہ میں حلوۂ بصیرت دے دیا۔ علامہ ابن قیم جوزی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ جو اللہ کو آنکھوں کا حلوۂ بصارت پیش کرے، اللہ اس کے قلب کی بصیرت کو کھول دیتے ہیں۔ تو یہ بات میں کہہ رہا تھا کہ ؎

مرضی تری ہر وقت جسے پیشِ نظر ہے
بس اس کی زباں پر نہ اگر ہے نہ مگر ہے

اللہ تعالیٰ کے وفادار بندے اللہ تعالیٰ کی ناخوشی کی راہوں سے کسی بھی خوشی کو اپنے دل میں درآمد کرنا خلافِ شرافت سمجھتے ہیں۔ یہ سوچیے کہ ایک بیٹا اپنے باپ کو ناخوش کر کے حرام خوشی چرالے تو کیا یہ شرافت ہے؟ تو اللہ تعالیٰ کی ناخوشی کی راہوں سے اپنے دل کو خوش نہ کیجیے، یہ بڑا مہنگا سودا ہے، یہ تو اللہ تعالیٰ کا حلم ہے کہ ہمیں معاف کر دیتے ہیں ورنہ ابھی گردے میں پتھری ڈال دیں، بلڈ کینسر پیدا کر دیں، رات کو خیریت سے لیٹے صبح معلوم ہوا کہ بلڈ کینسر ہو گیا۔ کراچی میں بائیس سال کے ایک نوجوان لڑکے کے علاج پر لندن میں نو لاکھ روپے خرچ ہوئے ہیں، اس کی ہڈیوں کے گودے میں کینسر ہے، ہر ماہ سارا گودا نکالا جاتا ہے اور دوسرا گودا ڈالا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہم کو صحت دی ہے، اس کا شکر یہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کر کے ان کے احکام کو نہ توڑیں۔

فرمانبرداری ہی اصل وفاداری ہے

دیکھو! اس بارے میں مثنوی ایک نہایت ہی عظیم الشان سبق دیتی ہے۔ مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بادشاہ محمود نے دربار میں ایک قیمتی موتی رکھا اور اپنے سارے وزیروں سے کہا کہ اس کو توڑ دو، وزیروں نے ایک دوسرے کے کان میں کہا کہ یہ امتحان ہو رہا ہے، ایسا قیمتی موتی پوری سلطنت میں نہیں ہے لہٰذا انہوں نے کہا کہ حضور! یہ موتی ہم سے نہیں توڑا جائے گا۔ بادشاہ نے کہا ادھر آؤ یہ انعام لو۔ مولانا رومی نے فرمایا کہ یہ ہے امتحان۔ کبھی امتحان میں فیل ہونے والوں کو انعام دے دیا جاتا ہے تاکہ دوسرا نقل نہ کرلے۔ اب سب پینسٹھ وزیر جمع تھے، سلطان محمود کا اصلی عاشق، غلامِ باوفا ایاز آیا، پتھر اٹھایا اور کہا کہ کیا آپ کا حکم یہی ہے کہ اس موتی کو توڑ دوں؟ بادشاہ نے کہا ہاں! یہی میرا حکم ہے تو ایاز نے موتی پر ایک پتھر مارا اور وہ چکنا چور ہوگیا، اب سارے پینسٹھ وزیروں نے شور مچادیا۔

ایں چہ بے باکی ست واللہ کافر است

ارے! یہ تو بڑا ہی بے باک ہے، یہ تو کافر ہے یعنی بالکل نالائق اور ناشکرا ہے، اتنا نایاب موتی توڑ دیا۔ بادشاہ محمود نے کہا کہ اے ایاز! تم پینسٹھ وزیروں کو اس کا جواب دو کہ انہوں نے یہ موتی نہیں توڑا اور تم نے توڑ دیا۔ ایاز نے کہا۔

گفت ایاز اے مہترانِ نامور

دیکھو! عاشقوں کی تقریر بھی زبردست ہوتی ہے۔

خرد ہے محوِ حیرت اس زباں سے
بیاں کرتی ہے جو آہ و فغاں سے
لغت تعبیر کرتی ہے معانی
محبت دل کی کہتی ہے کہانی

محبت کی زبان میں اثر ہوتا ہے۔

اللہ والوں کی اچھی نظر لگنے کا استدلال

مولانا شاہ محمد احمد صاحب جب بات کرتے تھے علماءِ ندوہ حیران رہ جاتے تھے۔ حضرت نے علماءِ ندوہ سے فرمایا کہ کیوں صاحب! جب بری نظر لگ جاتی ہے جس کی وجہ سے انسان اور جانور بیمار پڑ جاتے ہیں اور درخت سوکھ جاتے ہیں تو جب بری نظر سے درخت سوکھ جاتے ہیں تو کیا اللہ والوں کی اچھی نظر سے انسان کے قلوب تر و تازہ نہ ہو جائیں گے؟ حضرت کی اس بات پر سب عش عش کر اٹھے۔ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے مرقاۃ میں یہی لکھا ہے۔

فَكَيْفَ نَظَرُ الْعَارِفِيْنَ الْوَاصِلِيْنَ فَاِنَّهٗ يَجْعَلُ الْكَافِرَ مُؤْمِنًا وَالْفَاسِقَ صَالِحًا وَ الْجَاهِلَ عَالِمًا وَالْكَلْبَ اِنْسَانًا

(مرقاۃ شرح مشکوٰۃ: کتاب الطب و الرقی ج ۱۳، ص ۳۰۱)

میں نے حضرت کو کبھی مرقاۃ کو ہاتھ لگاتے نہیں دیکھا لیکن جہاں سے ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ کو یہ علم عطا ہوا ہے اسی مبداءِ فیاض سے مولانا شاہ محمد احمد صاحب کو بھی عطا ہوا۔ تو مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایاز نے کتنا عمدہ جواب دیا۔

گفت ایاز اے مہترانِ نامور
امرِ شہ بہتر بقیمت یا گہر

اے وزیرو! شاہی حکم زیادہ بہتر ہے یا یہ موتی زیادہ بہتر ہے؟ اللہ اکبر! آج ہم ان صورتوں کو کہتے ہیں کہ ہائے ہائے کیسی پیاری صورت ہے۔ اللہ تعالیٰ کے قانون کی عظمت کے مقابلہ میں یہ حسن وغیرہ کیا چیز ہے۔ ارے شاہی حکم زیادہ قیمتی ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کی کیا شان تھی، شام کو فتح کرتے ہوئے جا رہے تھے، عیسائیوں نے حسین لڑکیاں دو رویہ کھڑی کر دیں، تا کہ صحابہ ان میں الجھ جائیں، صحابہ کے سپہ سالار نے یہ آیت پڑھی:

﴿قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ﴾

(سورۃ النور، آیت:۳۰)

اے ایمان والو! نگاہیں نیچی کرلو، تو جب یہ آیت تلاوت کی تو صحابہ کو ایسا معلوم ہوا جیسے قرآن ابھی نازل ہوا ہے اور سب نگاہیں نیچی کر کے گذر گئے اور پورا شام فتح ہوگیا۔ بعد میں ان لڑکیوں نے جاکر اپنے بادشاہ سے کہا کہ یہ انسان نہیں فرشتے ہیں، انسان ہوتے تو ہمیں ضرور دیکھتے، یہ سب نگاہیں نیچی کر کے گذر گئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی کے صدقہ میں فرشتوں جیسی شرافت ملنے کا انتظام ہے، اگر ہم سنت پر عمل کرلیں، نقشِ قدمِ نبوت پر عمل کرلیں تو فرشتے ہم پر رشک کریں ورنہ شیطان ہم پر ہنستا ہے، اگر ہم سنت کا طریقہ چھوڑ دیں تو شیطان ہم پر ہنستا ہے اور کہتا ہے کہ دیکھو! ڈاڑھی والا ملّا کیسے عورتوں کو دیکھ رہا ہے، ابھی تو وہاں دو رکعات نمازِ توبہ پڑھ کے رو رہا تھا اور اب یہاں پر کیا کر رہا ہے۔ تو شیطان بہت ہنستا ہے کہ دیکھو یہ قرآن وحدیث پڑھا کر جارہے ہیں لیکن اب کون سا درس دے رہے ہیں۔

دل میں تجلیاتِ الٰہیہ کا نزول کب ہوتا ہے؟

تو اس کے بعد مولانا رومی نے ایک شعر اور فرمایا جس میں ہمارے اور آپ کے لیے زندگی بھر کا سبق ہے۔ فرماتے ہیں ؎

گوہر حق را بامر حق شکن

بر زُجاجہ دوست سنگِ دوست زن

یہ موتی اللہ ہی کے تو بنائے ہوئے ہیں، اللہ کے موتی کو اللہ کے حکم سے توڑ دو، دوست کے شیشہ پر دوست کا پتھر ماردو، پتھر مارنے کا حکم بھی تو انہوں نے ہی دیا ہے، يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ کہ اپنی نگاہوں کو نیچے کرلو یہ حکم بھی تو ان ہی کا ہے، جب یہی حکم ہے کہ کسی حسین کو نہ دیکھو تو حسینوں کو نہ دیکھنا یہی موتی توڑنا

ہے۔حضرت مولانا اصغر گونڈوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎

توڑ ڈالے مہ و خورشید ہزاروں ہم نے
تب کہیں جا کے دکھایا رُخِ زیبا تو نے

جب زمین کے چاند سورج کو توڑو گے تب اللہ ملے گا۔اسی لئے کلمہ میں لا الٰہ پہلے نازل ہوا اور الا اللہ بعد میں یعنی جو شخص اللہ کا طالب ہے وہ پہلے غیر اللہ سے جان چھڑائے،غیر اللہ ہماری روح کے پروں پر گوند لگا دیتے ہیں جس کی وجہ سے ہماری روحانی پرواز میں کمی آجاتی ہے۔جیسے چڑیا اُڑنا چاہتی ہے تو اس کے پروں پر گوند لگا دیتے ہیں تاکہ وہ اُڑ نہ سکے۔جب شیطان دیکھتا ہے کہ یہ صوفی ڈاڑھی رکھ رہا ہے، اللہ کا نام لے رہا ہے تو وہ اسے حسین صورتوں میں پھنسا دیتا ہے،اس کی مٹی کو مٹی میں پھنسا کر مٹی کرنا چاہتا ہے۔میرا بہت پرانا شعر یاد آیا ؎

کسی خاکی پہ مت کر خاک اپنی زندگانی کو
جوانی کر فدا اس پر کہ جس نے دی جوانی کو

تو بھی مٹی کا وہ بھی مٹی کی، تیری مٹی اس کی مٹی پر مٹی ہوگئی تو قیامت میں ٹوٹل یعنی حاصل کیا نکلے گا؟ تیری مٹی اس معشوق یا معشوقہ کی مٹی پر مٹی ہوئی تو بتایئے،مٹی کی کوئی قیمت بڑھی؟اسی لیے بہت غور سے سنو،میں تجربہ کی بات کہتا ہوں کہ جو اللہ تعالیٰ پر جوانی فدا کرتا ہے،حق تعالیٰ اس کے بدلہ میں اسے غیر محدود جوانی دیتے ہیں۔

اچھا زندگی کے تین ہی حصے ہیں،بچپن، جوانی اور بڑھاپا تو ان میں سے بہترین حصہ کون سا ہے؟ جوانی۔تو حق تعالیٰ پر جوانی فدا کرنی چاہیے یا جب بڈھے ہوجائیں،کسی کام کے نہ رہیں،تب اللہ والے بنیں گے۔اپنے لئے تو جوان بکرے کا گوشت پسند کرتے ہو اور اللہ تعالیٰ کو بڑھاپا پیش کرتے ہو۔ شیطان کہتا ہے کہ ابھی تو تم جوان ہو، ارے! جب بڈھے ہوجانا،ایک دم مریل

ہوجانا تب تسبیح لے کر مسجد میں یا کسی خانقاہ میں بیٹھ جانا اور وہاں سے لنگر کھاتے رہنا، پہلے زمانہ میں خانقاہوں میں لنگر کا انتظام اسی لئے ہوتا تھا کہ بغیر لنگر کے جہاز لنگر انداز نہیں ہوا کرتا، اس لئے درویش ذرا سا کھانے پینے کا انتظام کردیا کرتے تھے، مگر حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس لنگر کی وجہ سے غیر مخلص بھی جمع ہوجاتے تھے، اس لئے وہاں تھانہ بھون میں زیادہ لنگر کا معاملہ نہیں تھا۔ تو دوستو! میرا یہ شعر یاد کرلو؎

کسی خاکی پہ مت کر خاک اپنی زندگانی کو
جوانی کر فدا اس پر کہ جس نے دی جوانی کو

اور خواجہ صاحب فرماتے ہیں کہ؎

ارے یہ کیا ظلم کر رہا ہے کہ مرنے والوں پہ مر رہا ہے
جو دم حسینوں کا بھر رہا ہے، بلند ذوقِ نظر نہیں ہے

آج آپ جس حسین کو غور سے دیکھ رہے ہیں اس پر ایک دن ایسا آئے گا کہ آپ اس کو دیکھ کر منہ اُدھر کرلیں گے، آج تو کہتے ہیں کہ تمہارے ایک تل پر سمرقند و بخارا دینے کے لئے تیار ہیں، لیکن بعد میں جب اس کے حسن کا جغرافیہ بدل جائے گا تب کہو گے کہ بخارا سمرقند تو بہت بڑی ریاست ہے اب تو آلو بخارا بھی نہیں دوں گا۔ جب اس کے دانت ٹوٹ گئے، گال پچک گئے، منہ ٹیڑھا ہوگیا، بال سفید ہوگئے، کمر جھک گئی، ساڑھے گیارہ نمبر کا چشمہ لگائے ہوئے لٹھیا لئے آیا یا آئی اور کہا کہ آپ کسی زمانہ میں مجھ کو سمرقند و بخارا دیا کرتے تھے اب آلو بخارا ہی دے دیجئے تب آپ کہیں گے کہ ارے اب تو تم کو دیکھ کر بخار چڑھ رہا ہے۔

ایک دفعہ سبحان اللہ کہنا سلطنت سلیمانی سے افضل ہے

یہ حیات واپس نہیں ملے گی، دنیا میں دوبارہ نہیں آنا ہے، اللہ اکبر! واقعی

ایک ایک سانس کی قدر کرلو ورنہ پھر کہاں زندگی ملے گی۔ ہمارا ایک مرتبہ سبحان اللہ کہنا سلطنتِ سلیمانی سے افضل ہے۔ ایک شخص نے حضرت سلیمان علیہ السلام کے تخت کو دیکھ کر سبحان اللہ پڑھ دیا اور اس تخت پر چھ لاکھ کرسیاں رکھی تھیں، اس پر پیغمبر اور اس زمانہ کے ان کے بہت سے صحابہ تھے اور پرندوں نے اپنے پروں سے سایہ کر رکھا تھا۔ یہ بات علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تفسیر روح المعانی میں لکھی ہے اور سلیمانی تخت جب بیت المقدس سے ہوا میں اڑتا تھا تو پانچ سو میل صبح اور پانچ سو میل شام کو طے کرتا تھا، غُدُوُّهَا شَهْرٌ وَّرَوَاحُهَا شَهْرٌ ایک صبح میں ایک مہینے کی مسافت طے کرتا تھا یعنی ایک آدمی دن بھر میں اوسطاً چودہ میل پیدل چلے تو اس حساب سے ایک مہینہ کے آٹھ سو چالیس میل بنتے ہیں اور شرعی میل انگریزی میل سے بڑے ہوتے ہیں، لہٰذا پانچ سو انگریزی میل کا اندازہ رکھ لیجئے۔ تو صبح شام ملا کر وہ تخت روزانہ ایک ہزار میل کا سفر طے کرتا تھا اور حضرت سلیمان علیہ السلام صبح کو بیت المقدس سے اڑتے تھے اور کعبہ میں جا کر عشاء کی نماز پڑھتے تھے، یہ ساری تفصیل روح المعانی میں لکھی ہے۔ تو اس تخت کو دیکھ کر حضرت سلیمان علیہ السلام کے ایک امتی نے کہا سُبْحَانَ اللّٰہِ! مَآ اُوْتِیَ اٰلُ دَاؤٗدَ سبحان اللہ! حضرت داؤد علیہ السلام کی اولاد کو کیا نعمت ملی ہے۔ اس بندہ کے سبحان اللہ کہنے کا نور جب آسمان کی طرف گیا تو وہ نور حضرت سلیمان علیہ السلام کو بھی نظر آ گیا، انہوں نے ہواؤں کو حکم دے کر اس کو اٹھوالیا، اب جناب ہوائیں اس کو اٹھا لے گئیں، وہ بڑا گھبرایا کہ پتا نہیں کیا معاملہ ہوگیا۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے پوچھا کہ تم نے کچھ پڑھا ہے کیونکہ میں نے دیکھا کہ ایک نور زمین سے آسمان کی طرف گیا تھا۔ اس نے کہا کہ میں نے آپ کی سلطنت کو، آپ کے تخت کو دیکھ کر سبحان اللہ! پڑھا تھا۔ فرمایا کہ:

((لَتَسْبِیْحَۃٌ وَّاحِدَۃٌ خَیْرٌ مِّمَّآ اُوْتِیَ اٰلُ دَاؤٗدَ))

(تفسیر روح المعانی، تحت سورۃ الحج)

تیرا ایک بار سبحان اللہ کہنا میری سلطنت سے افضل ہے کیونکہ تیرے سبحان اللہ کا نور کبھی ضائع نہیں ہوگا، یہ تیرے ساتھ قبر میں بھی جائے گا، میدانِ محشر میں بھی ساتھ دے گا اور جنت میں بھی ساتھ رہے گا جبکہ میری یہ سلطنت فنا ہونے والی ہے۔

حق تعالیٰ کی قدرتِ قاہرہ

تو میں نے جو آیت تلاوت کی تَبٰرَكَ الَّذِیْ بِیَدِهِ الْمُلْكُ بابرکت ہے وہ ذات جس کے قبضہ میں سارا عالم ہے، یہاں یَدٌ کے معنی قدرت کے ہیں۔ علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کو اتنی بڑی قدرت حاصل ہے کہ پورا عالم ان کے حکم سے چل رہا ہے اور فرمایا کہ اور بھی ایک بات تعجب کی سنو کہ اللہ نے ناپاک نطفہ سے ایسے انسان پیدا کر دیئے ہیں جن کو سلطنت چلانے کی صلاحیت عطا کر دی۔ علامہ آلوسی نے یہ عجیب بات لکھی، مجھے تو وجد آ گیا۔ علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے نظامِ سلطنت اور ان کی قدرت کا تم کیا اندازہ کر سکتے ہو، وہ منی سے انسان پیدا کر کے انسان کو ایسی صلاحیت دیتے ہیں کہ وہ سلطنت چلاتا ہے۔ آخر سلاطین انسان ہی تو ہوتے ہیں، منی سے ہی تو پیدا ہوتے ہیں تو فرمایا کہ وہ تو ایسے اشخاص پیدا کرنے پر قادر ہیں جو سلطنت چلا سکتے ہوں، تو ان کی قدرت کا تم کیا اندازہ کر سکتے ہو۔ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ اللہ تعالیٰ ہر شے پر قادر ہے۔

شیطان کے مکروفریب کی ایک مثال

یہاں پر ایک واقعہ یاد آیا۔ حضرت شیخ محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں ایک دن ابلیس انسانی شکل میں آیا۔ یہ بات حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، میں سند اس لئے پیش کرتا ہوں کیونکہ پھر آدمی اس بات کو اہمیت سے سنتا ہے۔ تو ابلیس نے آدمی کی شکل

میں شیخ محی الدین ابن عربی سے کہا کہ جناب! آخرت میں میں بھی بخش دیا جاؤں گا، میں بھی اللہ کی رحمت سے محروم نہیں رہوں گا۔ آپ نے فرمایا کہ دلیل کیا ہے؟ اس نے کہا کہ دلیل قرآن پاک میں ہے، پوچھا کہ کون سی آیت سے تیرا نجات پانا ثابت ہے؟ اس نے کہا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ:

﴿وَرَحْمَتِيْ وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ﴾

(سورۃ الاعراف، آیت:۱۵۶)

میری رحمت ہر شے پر حاوی ہے۔ تو میں بھی شے ہوں یا نہیں؟ ذرا دیکھئے! ابلیس نے کہا کہ میں بھی تو شے ہوں، چیز ہوں لہٰذا اللہ تعالیٰ کی رحمت مجھے بھی ڈھانپ لے گی۔ شیخ نے اپنے مریدوں سے فرمایا کہ خبردار اس خبیث سے بات مت کرنا، یہ بہت بڑا چکر باز ہے، اس سے کبھی بحث نہ کرنا، شیطان اللہ تعالیٰ کے اسمِ مضل کا مظہرِ اتم ہے، اس سے کبھی مقابلہ مت کرنا کیونکہ اس کے اوپر اسمِ مضل کا پرتو پڑ رہا ہے، اس سے مقابلہ اللہ سے مقابلہ کرنا ہو جائے گا۔

ملّا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں شیطان سے بچنے کے لیے اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ سکھایا ہے کہ جب شیطان وسوسہ ڈالے تو اس سے لڑائی مت کرنا، بحث مت کرنا، اللہ سے پناہ مانگنا فَاِنَّ الشَّيْطٰنِ كَالْكَلْبِ الْوَاقِفِ عَلَى الْبَابِ کیونکہ شیطان اس کتے کی طرح ہے جو بڑے لوگوں کے دروازہ کے باہر کھڑا ہوتا ہے اور جتنا بڑا آدمی ہوتا ہے اس کا اتنا ہی بڑا کتا ہوتا ہے، ڈراؤنا، خوفناک، جب آپ اندر جائیں گے تو وہ آہٹ سن کر ہی ایسا بھونکنا شروع کرے گا کہ قبض ٹوٹ جائے گا اور دست لگ جائیں گے لہٰذا مہمان دروازہ کی گھنٹی بجاتا ہے اور کہتا ہے کہ حضور میں آپ کے گھر میں آنا چاہتا ہوں، ذرا اپنے کتے کو خاموش کر دیں تو کتے کا مالک اپنی خاص اصطلاحات، خاص الفاظ میں کتے کو کچھ کہتا ہے تو وہ دم ہلانے لگتا ہے۔

مشکوٰۃ شریف کے باب الوسوسہ میں جو احادیث آئی ہیں ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ ان کی شرح کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ شیطان اللہ تعالیٰ کے دربار سے دھتکارا ہوا کتا ہے، کَالْکَلْبِ الْوَاقِفِ عَلَی الْبَابِ وہ اللہ کے دربار کے دروازہ پر کھڑا ہے، جب کوئی نماز، تلاوت، ذکر کرتا ہے تو یہ فوراً بھونکنا شروع کر دیتا ہے یعنی وسوسہ ڈالتا ہے لہٰذا تم اس سے مقابلہ نہ کرنا، جب تم دنیاوی کتوں کا مقابلہ نہیں کر سکتے تو یہ تو اللہ کا کتا ہے، جتنے بڑے اللہ ہیں تو یہ کتا بھی بڑا ہے، بڑے کا کتا بھی بڑا ہی ہوتا ہے لہٰذا اس سے تم بحث نہیں کرنا اَعُوْذُ بِاللّٰہِ پڑھ کر اللہ سے پناہ مانگنا، گھنٹی بجاؤ یعنی اللہ سے فریاد کرو کہ اے اللہ! میں آپ کی پناہ چاہتا ہوں، نماز، تلاوت اور ذکر کرتے وقت یہ کمبخت وسوسے ڈالتا ہے، اس کو خاموش کر دیجئے۔

شیطانی وساوس اور اس کا علاج

تو اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ کی شرح کر دی۔ جو لوگ شیطان سے بحث کرتے ہیں، رات کو سوتے نہیں وہ کچھ دن کے بعد پاگل خانہ پہنچ جاتے ہیں کیونکہ شیطان سے ایک وسوسہ کے متعلق بحث کرو تو وہ دوسرا وسوسہ ڈال دیتا ہے اس طرح وسوسوں کا جواب دیتے دیتے وسوسوں کا انبار لگ جاتا ہے، دماغ گرم ہو جاتا ہے، رگیں پھٹنے لگتی ہیں، اس لئے اس کا جواب مت دو، جیسے بجلی کے ننگے تار کو اگر جھٹکو گے کہ یہ ہمیں نہ پکڑے تو بھی یہ پکڑ لے گا اور اگر پکڑو گے تب تو پکڑ ہی لے گا، تو شیطانی وساوس کو بجلی کا ننگا تار سمجھو، ان کی طرف توجہ ہی مت کرو، جس مہمان کو چائے پانی نہ دو، توجہ نہ کرو تو وہ خود ہی بھاگ جائے گا، لہٰذا آپ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ پڑھ کر اللہ تعالیٰ سے رجوع ہو جاؤ مگر ان وسوسوں کو زیادہ اہمیت مت دو، نہ ہی کسی سے تذکرہ کرو کہ آج کل بہت وسوسے آ رہے ہیں ورنہ شیطان سمجھ جائے گا کہ یہاں ہماری کچھ حیثیت ہے۔

اللہ تعالیٰ کی رحمت شیطان پر بھی وسیع ہے

اچھا اب سنئے! حکیم الامت حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ شیخ محی الدین رحمۃ اللہ علیہ نے تواضعاً شیطان کو جواب نہیں دیا اور ان کو مریدوں کی صلاحیت بھی معلوم تھی کہ ان میں میرا جواب سمجھنے کی صلاحیت نہیں ہے۔ حکیم الامت حضرت تھانوی فرماتے ہیں کہ میں اس کا جواب دیتا ہوں جو شیخ محی الدین رحمۃ اللہ علیہ ہی کی برکت سے سمجھ میں آیا ہے۔ آج کل ہم لوگ کہتے کہ میں تو بڑا آدمی ہوں لیکن حضرت تھانویؒ کو دیکھیے کہ وہاں بھی تواضع کی کہ شیخ محی الدین ابن عربی ہی کی برکت سے قلب میں جواب آگیا کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت شیطان پر بھی وسیع ہوگی، اس کو یوں سمجھئے کہ اللہ اس کو جتنا عذاب دیں گے تو اس سے زیادہ دینے پر قادر ہوں گے یا نہیں؟ اگر زیادہ عذاب دینے پر قادر ہوں گے تو جو عذاب دیا جائے گا وہ بڑے عذاب کے مقابلہ میں رحمت ہی ہوگا۔ بتایئے! حضرت تھانوی نے کتنا پیارا جواب دیا، کیوں صاحب! اگر اللہ تعالیٰ مثلاً دوسوڈگری عذاب دینے کی قدرت رکھتے ہیں تو اگر سوڈگری عذاب دیں گے تو وہ اس سوڈگری سے زیادہ دینے پر قادر ہیں یا نہیں؟ اگر قادر نہیں ہیں تو عاجز ہونا ثابت آتا ہے جو اللہ کی شان نہیں ہے اور اگر اس سے زیادہ دے سکتے ہیں مگر اس سے کم دیا تو وہ کم عذاب دینا رحمت ہوگئی۔ جیسے ایک آدمی سو جوتے کھانے کے قابل ہے مگر اس کو پچاس ہی جوتے لگے تو رحمت ہوگئی یا نہیں؟

دل کی قیمت صحبت اہل اللہ سے بڑھتی ہے

تو اپنی زندگی کو قیمتی بنالو، یہ مٹی عنقریب قبروں میں مٹی ہونے والی ہے۔ اب آپ کہیں گے اسے قیمتی کیسے بنائیں؟ تو قیمتی چیز سے چپک جاؤ، اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے چپک جاؤ، اپنے قلب و جان کو اللہ سے چپکالو، محبت

کے اعتبار سے، خشیت کے اعتبار سے، اطاعت کے اعتبار سے تو اللہ والوں کی صحبت میں رہو۔ دیسی آم لنگڑے آم کی صحبت سے لنگڑا آم بن جاتا ہے اور تلی کے تیل کی رگڑائی کر کے جب گلاب کے پھول میں رکھ کر اس کا تیل نکالا جاتا ہے تو اس کا نام روغنِ گل ہوتا ہے۔ دیکھ لیجئے جن علماء نے بزرگوں کی اور اللہ والوں کی صحبت اٹھائی وہ کیسے چمک گئے۔ سید سلیمان ندوی رحمۃ اللہ علیہ پہلے بہت مذاق اڑاتے تھے کہ تھانہ بھون میں کیا ہے، یہ تصوف وغیرہ کیا چیز ہے لیکن جب آزمانے گئے اور حضرت تھانوی کی ایکہی صحبت اٹھائی تو اس مجلس کے بعد رونے لگے۔ ڈاکٹر عبدالحی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ روتے ہوئے شعر بھی شروع کر دیا اور کیا شعر کہا ۔

جانے کس انداز سے تقریر کی
پھر نہ پیدا شبۂ باطل ہوا
آج ہی پایا مزہ قرآن میں
جیسے قرآں آج ہی نازل ہوا

اس شعر میں تھانہ بھون کا نقشہ کھینچ دیا اور جب حضرت تھانوی سے بیعت ہو گئے تو حضرت نے ان کو تھوڑا سا اللہ کا نام بھی بتا دیا پہلے تو اللہ اللہ کرنے کو کہتے تھے کہ یہ سب کچھ کیا ہے لیکن جب حضرت تھانوی کا بتایا ہوا ذکر کیا اور اللہ کے نام کا مزہ آیا تب فرمایا ۔

نام لیتے ہی نشہ سا چھا گیا
ذکر میں تاثیر دورِ جام ہے
وعدہ آنے کا شبِ آخر میں ہے
صبح ہی سے انتظارِ شام ہے

اور پہلے جو حضرت تھانوی کا مذاق اڑایا کرتے تھے اب ان کے لیے یہ اشعار کہے ۔

جی بھر کے دیکھ لو یہ جمالِ جہاں افروز
پھر یہ جمالِ نور دکھایا نہ جائے گا
چاہا خدا نے تو تیری محفل کا ہر چراغ
جلتا رہے گا یوں ہی بجھایا نہ جائے گا

اسی کمرہ میں دیکھ لو تھانہ بھون کا ایک چراغ بیٹھا ہے یعنی میرے شیخ حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب دامت برکاتہم ۔

صحبت اہل اللہ کی تاثیر

اسی لیے کہتا ہوں کہ اللہ والوں کی صحبت کیمیا ہے کیمیا۔ میرے مرشدِ اوّل حضرت شاہ عبدالغنی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ کسی نے پارس پتھر سے پوچھا کہ تو لوہے کو سونا کیسے بنا دیتا ہے؟ تو پارس پتھر نے ہنس کر کہا کہ دلائل سے کام نہیں چلے گا، لوہا لے آؤ اور مجھ سے لگا کر دیکھو پھر تم کو پتا چل جائے گا۔ اس لئے کچھ دن اللہ والوں کے پاس رہ کر دیکھو ان شاء اللہ تعالیٰ کچھ ہی دن میں آپ بہت فرق دیکھ لیں گے۔

خواجہ صاحب کیا تھے، مسٹر تھے مگر حضرت تھانوی کی صحبت کی برکت سے علماء کے شیخ بن گئے۔ خواجہ صاحب نے ایک دن حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا کہ حضرت! جب کوئی صاحبِ نسبت ہوجاتا ہے، اللہ کا ولی ہوجاتا ہے تو کیا اس کو پتا چل جاتا ہے؟ فرمایا کہ خواجہ صاحب! جب آپ بالغ ہوئے تھے تو کیا آپ کو پتا نہیں چلا تھا؟ یا دوستوں سے پوچھنا پڑا تھا کہ بتانا یارو میں بالغ ہوا یا نہیں، ایسا ہی جب روح بالغ ہوتی ہے تو ایمان میں ایک نئی جان آجاتی ہے، رگ رگ میں ایک نئی جان آجاتی ہے، ایمان میں ایک نئی کیفیت پیدا ہوجاتی ہے۔

تعلق مع اللہ کا معیار

جب روح بالغ ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ سے ایک خاص نسبت عطا ہوتی ہے اللہ کے نام کے بغیر وہ زندہ نہیں رہ سکتا، اس کو سلطنت دے دو کہ بھئی تم اللہ کا نام لینا چھوڑ دو تب بھی وہ نہیں چھوڑ سکتا۔

نسبت اسی کا نام ہے نسبت اسی کا نام
اُن کی گلی سے آپ نکلنے نہ پایئے

یہ مولانا شاہ محمد احمد صاحب کا شعر ہے۔ اور فرماتے ہیں۔

بھلاتا ہوں پھر بھی وہ یاد آرہے ہیں

اللہ کو اتنا یاد کرو کہ ان کو بھلانے پر قدرت ہی ختم ہوجائے، مجبورِ محبت ہو کے رہ جاؤ، بعض لوگوں نے حکیم الامت تھانوی کی باتیں اور ملفوظات رَٹ لیے ہیں اور مجلسوں میں حضرت کی باتیں سنادیتے ہیں، تو صرف باتیں سنادینے سے اللہ نہیں ملتا۔ خواجہ صاحب کا شعر ہے۔

کامیابی تو کام سے ہوگی
نہ کہ حسنِ کلام سے ہوگی
ذکر کے التزام سے ہوگی
فکر کے اہتمام سے ہوگی

کچھ دن اللہ کا نام لے کر دیکھو ان شاء اللہ آپ خود فرق محسوس کریں گے۔ دوستو! میں دماغی کمزوری دور کرنے کے لئے ایک نسخہ بتاتا ہوں اور پھر اس سے ایک سبق دوں گا۔ حکیم اجمل خان مرحوم کا نسخہ ہے چار بادام، چار منقیٰ، چار کالی مرچ اور چار ماشہ مصری رات کو چبا کے سوجاؤ، اس کے بعد پانی نہ پیو تو جو دس قدم چل کر چکر کھا کر گر جاتا ہو، جو سوچتا ہو بھول جاتا ہو تو چالیس دن بھی نہیں

گذریں گے کہ دماغی چکر، ضعف وکمزوری سب ختم ہوجائیں گے اوراب اس کو ایک میل دوڑادو۔ جب بادام سے آپ کی چال بدل جائے اور صحت پر ایسا اثر ہوتو جو خالقِ بادام ہے کیا ان کا نام لینے سے کوئی بات نہ پیدا ہوگی؟ روحانیت پیدا ہوجاتی ہے، پھر نہ دکان نہ کوئی اور چیز اس کو اللہ والا بننے سے روک سکتی ہے، پھر وہ مرد ہوجاتا ہے، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿رِجَالٌ لَّا تُلۡهِيۡهِمۡ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيۡعٌ عَنۡ ذِكۡرِ اللّٰهِ﴾

(سورۃ النور، آیت:۳۷)

جو اللہ کے راستہ کے مرد ہیں ان کو کوئی چیز اللہ کی یاد سے نہیں روک سکتی۔ جب اللہ والوں کی صحبت میں رہے تو پھر مردانگی آجاتی ہے، ان کی صحبت کی برکت سے اللہ کے راستہ کی مردانگی آتی ہے۔

علم کی روشنی کی مثال

کل میرے شیخ مولانا شاہ ابرار الحق صاحب نے بتایا تھا کہ علم کی روشنی کی مثال بارہ سیل کی ٹارچ ہے، لیکن اگر عمل نہیں تو اللہ کا راستہ طے نہیں کرسکتا، بارہ سیلوں والی ٹارچ سے یہاں سے وہاں تک، روضۂ مبارک تک روشنی تو دیکھ رہا ہے مگر چل نہیں سکتا۔ اور ایک آدمی کے پاس ایک ہی سیل والی ٹارچ ہے مگر وہ باعمل ہے تو وہ دوڑتا ہوا چلا جائے گا۔ اس لئے علماء کو بھی اللہ والوں کی ضرورت ہے، وہ اپنے سیل یعنی علم کی روشنی پر ناز نہ کریں۔

حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ علماء کو چاہیے کہ اپنے پڑھنے پڑھانے پر ناز نہ کریں، اہل اللہ کی صحبت سے تمہارا علم تمہارے دل میں آجائے گا، تمہارا معلوم معمول بن جائے گا اور علم قلب کے اندر داخل ہوجائے گا۔ دیکھو! صحابہ کا ایمان ویقین کیسا تھا۔ بس یہ دولت ملتی ہے اہل اللہ سے، ان کی

صحبت اٹھاؤ، جب آپ اللہ سے صحیح نسبت قائم کرلیں گے تو پھر روضۂ مبارک اور کعبہ شریف کی صحیح قدر ہوگی ورنہ اسی مدینہ میں خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ مبارک کو دیکھتے ہوئے منافقوں کا نفاق نہیں گیا تھا۔

بصارت بصیرت کے تابع ہوتی ہے

ایک بزرگ سے کسی نے کہا میں نفلی حج کرنے جارہا ہوں ۔ انہوں نے پوچھا کہ تم کس کے گھر جارہے ہو؟ اس نے کہا کہ اللہ میاں کے گھر؟ انہوں نے کہا کہ تم جس کے گھر جارہے ہو اس گھر والے سے جان پہچان بھی ہے؟ اتنا سنتے ہی رونے لگے اور کہا کہ حضرت! اب میں اگلے سال جاؤں گا، ایک سال یہاں آپ کے پاس رہوں گا، میں جس کے گھر جارہا ہوں آپ اس گھر والے سے میری جان پہچان کروادیجئے۔ وہ ایک سال اس اللہ والے کے پاس رہے اور عارف باللہ ہوگئے، نسبت مع اللہ عطا ہوگئی، پھر جب گئے تو کعبہ شریف کچھ اور ہی معلوم ہوا۔ بصارت تابع بصیرت کے ہے، اہل اللہ کی صحبت سے ایسا پاکیزہ دل بن جاتا ہے، نبی کی صحبت سے صحابہ کے قلوب کیسے پاکیزہ ہوگئے تھے، تو دل بنایا جاتا ہے، اگر دل بنا ہوا نہیں ہے، اس میں نفاق ہے تو نبی بھی بری شکل کا نظر آتا ہے، نعوذ باللہ ابوجہل کہتا تھا کہ اس سے بری شکل دنیا میں کہیں بھی نظر نہیں آتی اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ:

((كَأَنَّ الشَّمْسَ تَجْرِيْ عَلٰى وَجْهِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ))

(مشکوٰۃ المصابیح، کتاب الفضائل والشمائل، باب فضائل سید المرسلین)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ مبارک پر جیسے سورج چل رہا ہو، تو یہ بصارت بصیرت کے تابع ہے، جتنا دل گندا ہوگا اتنا اس کو چیزیں گندی نظر آئیں گی، فرشتہ بھی چور معلوم ہوگا۔ ایک چور کو اگر کوئی فرشتہ بھی جاتا نظر آئے تو کہے گا کہ

کس کا تالا توڑنے جارہا ہے؟ اس لئے دل بنانے کی ضرورت ہے، اور دل بنتا ہے اہل دل کی صحبت سے، کتابیں آدمی نہیں بناتیں، آدمی آدمی بناتا ہے۔ اسی لئے کتاب اللہ کبھی تنہا نازل نہیں ہوئی جب تک کہ کتاب اللہ کے لئے اللہ نے رجال اللہ پیدا نہیں کئے، کتاب کے لیے ہمیشہ اشخاص پیدا کئے، نبی تو بغیر کتاب کے آئے مگر کتاب بغیر نبی کے نہیں آئی، لوگ کہتے ہیں کہ یہ پیری مریدی تو شخصیت پرستی ہے حالانکہ یہ تو صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ کا راستہ ہے مُنْعَمْ عَلَيْهِمْ بَدَلُ الْكُلِّ مِنَ الْكُلِّ ہے۔

بدل کی چار اقسام

علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ تفسیر روح المعانی میں فرماتے ہیں کہ بدل کی چار قسمیں ہیں۔ نمبر ۱: بدل الاشتمال، نمبر ۲ بدل البعض، نمبر ۳: بدل الغلط، نمبر ۴: بدل الکل من الکل۔ تو یہ بدل الکل من الکل ہے، بدل المطابق ہے، بدل الموافق ہے۔ یہ علماء نحو کے حوالے دے دیئے۔ کیا مطلب کہ جب تک کہ کسی اللہ والے کے ساتھ نہیں رہیں گے اس وقت تک خالی کتاب سے صحیح راستہ نہیں ملے گا۔ اور ہمارے شیخ مولانا شاہ محمد احمد صاحب الہ آبادی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎

تنہا نہ چل سکو گے محبت کی راہ میں
میں چل رہا ہوں آپ میرے ساتھ آیئے

یہی ہے رفاقت، اسی کو کہتے ہیں:

﴿وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا﴾

(سورۃ النسآء، آیت:۶۹)

اور بابا فرید الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا تھا ؎

بے رفیقے ہر کہ شد در راہِ عشق
عمر بگذشت و نہ شد آگاہِ عشق

عمر گذر جائی گی مگر بغیر رفیق کے اللہ کا راستہ طے نہیں کرسکو گے، کہیں نفس، کہیں جاہ رستہ میں آئے گا، کہیں حسن کے چکر میں پڑ جاؤ گے۔ تو اللہ تعالیٰ کے خاص بندوں کی صحبت کے بغیر، کسی ولی کے دل سے پیوند کھائے بغیر کوئی ولی نہیں ہوا اور اگر کہیں شاذ و نادر ایسے واقعات ہیں تو اس وقت کے ولی کی توجہ اور دعا اس کے شامل حال تھی لہٰذا جتنا جلدی ہو سکے اس کام کو کرو، زیادہ بڑھے ہو جاؤ گے تو آپ کے تمام جذبات ارادے سب بڑھے ہو جائیں گے اور بوڑھی زندگی خدا کو دینا گویا ناکارہ تحفہ دینا ہے۔

ائمہ اربعہ کے نزدیک ایک مشت ڈاڑھی رکھنا واجب ہے

شیخ الحدیث مولانا زکریا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ڈاڑھی کے وجوب پر ایک رسالہ لکھا ہے، اس میں ہے کہ چاروں اماموں کے نزدیک تینوں طرف یعنی دائیں، بائیں اور سامنے سے ایک مٹھی ڈاڑھی رکھنا واجب ہے۔ اس پر مفتی محمود الحسن صاحب کا فتویٰ بھی دیکھ لو۔ تو جس دن ایک مشت ڈاڑھی ہو جائے گی اس دن آپ قلب میں ایک خاص نور محسوس کریں گے کیونکہ ایک مشت سے کم ڈاڑھی کترانا اور منڈانا دونوں حرام ہیں، بہشتی زیور کے گیارہویں حصہ میں بالوں کے احکام میں ہے کہ ڈاڑھی منڈوانا تو حرام ہے ہی، ایک مشت سے کم کٹانا بھی حرام ہے۔ تو ایک مشت ڈاڑھی رکھنے کا وجوب چاروں اماموں کے نزدیک ہے یعنی امام ابو حنیفہ، امام مالک، امام شافعی اور امام احمد ابن حنبل رحمہم اللہ تعالیٰ۔ ڈاڑھی کے وجوب پر میرے یہاں بھی رسالہ چھپا ہے اس کو بھی منگوا سکتے ہیں۔ ہمارے شیخ تو رات دن اسی کو بیان کرتے ہیں۔

دیکھو اگر ڈاڑھی ایک مشت نہ ہوتی تو حضرت موسیٰ علیہ السلام حضرت ہارون علیہ السلام کی ڈاڑھی کیسے پکڑتے؟ یہی دلیل ہے کہ نبیوں نے ایک مشت ڈاڑھی رکھی۔ قرآن پاک میں ہے کہ جب حضرت موسیٰ اللہ کے حکم پر کوہِ طور پر گئے اور وہاں چالیس دن لگا کر واپس آئے تو دیکھا کہ ان کی قوم گائے کے بت کی پوجا کر رہی ہے تو انہوں نے غصہ سے اپنے نبی بھائی حضرت ہارون علیہ السلام کی ڈاڑھی پکڑ کر پوچھا کہ تمہارے ہوتے ہوئے قوم نے بت کی پوجا کیسے شروع کر دی؟ اس پر حضرت ہارون علیہ السلام نے جو کہا وہ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں فرمایا کہ:

﴿يَبْنَؤُمَّ لَا تَأْخُذْ بِلِحْيَتِي﴾

(سورۃ طٰہٰ، آیت: ۹۴)

اے بھائی! میری ڈاڑھی نہ پکڑو۔ تو اس سے ثابت ہوا کہ ڈاڑھی تو پکڑ میں جب آئے گی جب ایک مٹھی ہوگی۔ ڈاڑھی کی یہ دلیل قرآن پاک سے ہے۔ اچھا آپ خود سوچیے کہ اچانک کسی کو پریشانی یا کوئی بیماری آجائے، اور کسی نے کہا کہ صاحب مدینہ منورہ سے تین چار میل پر فلاں ولی اللہ رہتے ہیں، ان کی دعا بہت قبول ہوتی ہے۔ اب جب آپ وہاں گئے تو دیکھا کہ ان کی ڈاڑھی منڈی ہوئی ہے، پتلون پہنے ہوئے ہیں اور ٹائی لگا کر سگریٹ پی رہے ہیں تو کیا آپ ان سے دعائیں کرائیں گے؟ آپ کہیں گے کہ لاحول ولاقوۃ میں کہاں آپھنسا، یہ تو ایسا لگتا ہے کہ کسی نے اسمگلر کے حوالہ کر دیا۔ تو اولیاء اللہ اور صالحین جیسی شکل وصورت بنانا یہ بھی برکت کی چیزیں ہیں۔ خواجہ مجذوب صاحب رحمۃ اللہ علیہ ڈاڑھی سے متعلق فرماتے ہیں ؎

ترے محبوب کی یارب شباہت لے کے آیا ہوں
حقیقت اس کو تو کر دے میں صورت لے کے آیا ہوں

تو اس وقت دو کام کر لیجیے، ایک تو یہ کہ سر سے پیر تک شکل وصورت

اللہ کے نیک بندوں جیسی بنالو اور پھر اللہ کے حضور اپنے کو پیش کردو کہ یا اللہ! شکل میں نے بنالی حقیقت آپ بنادیں یعنی میں نے اللہ والوں جیسا ظاہری حلیہ تو بنالیا ہے اب آپ ان کے جیسا دل بھی بنادیں۔ اور دوسرا آنکھوں کی حفاظت کیجئے، دیکھئے انسان سے غیبت ہوجائے یا کسی کا مال لے لیا، نہیں دے رہا ہے یا نماز قضا ہوگئی یا جماعت چھوٹ گئی یا تکبیر اولیٰ چھوٹ گئی اس قسم کی چیزوں سے قلب اللہ کی طرف سے پھر تو جاتا ہے مگر جیسے ۴۵ ڈگری پھر گیا، لیکن جب آپ نے توبہ کرلی، فرض نماز کی قضا ادا کرلی، مالک کو اس کا مال واپس دے دیا، اللہ سے غیبت کی جلد معافی مانگ لی تو قلب کا رخ دوبارہ سے اللہ کی طرف ہوجاتا ہے لیکن بدنظری ایسی بیماری ہے کہ اگر نظر میں حسن داخل ہوگیا، کسی شکل سے پالا پڑ گیا، تو سمجھ لیجئے کہ قلب اللہ کی طرف سے ۱۸۰ درجہ پھر جاتا ہے، قلب کی پشت اللہ کی طرف ہوجاتی ہے یعنی اب تلاوت کررہا ہے تو وہی معشوق دل کے سامنے ہے، نماز میں اسی کا خیال ہے تو دل کا اللہ کی طرف سے ۹۰ درجہ کا نہیں ۱۸۰ درجہ کا انحراف ہوجاتا ہے۔ تو بدنظری سے اللہ تعالیٰ سے ۱۸۰ درجہ کی دوری، فراق اور جدائی ہوجاتی ہے، یہ اتنا خطرناک مرض ہے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے:

﴿قُلْ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ یَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ﴾

(سورۃ النور، آیت:۳۰)

کا حکم دیا کہ اپنی نگاہوں کی نامحرم عورتوں سے حفاظت کرو۔

اِنَّ اللّٰہَ خَبِیْرٌ ۢ بِمَا یَصْنَعُوْنَ کی چار تفاسیر

اور فرمایا کہ:

﴿اِنَّ اللّٰہَ خَبِیْرٌ ۢ بِمَا یَصْنَعُوْنَ○﴾

(سورۃ النور، آیت:۳۰)

تمہاری نظروں کی فیکٹری سے جو مصنوعات تیار ہورہی ہیں ان کو بھی ہم خوب جانتے

ہیں، لہٰذا بدنگاہی کی مصنوعات سے تمہاری فیکٹری خراب ہوجائے گی۔ اللہ نے یہاں یَصْنَعُوْنَ فرمایا یَفْعَلُوْنَ نہیں فرمایا۔ میں نے بہت غور کیا کہ اللہ تعالیٰ نے یَصْنَعُوْنَ کیوں فرمایا؟ تو علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ اس کا راز یہ ہے:

نمبر ۱۔ وَاللّٰهُ خَبِيْرٌۢ بِاِجَالَةِ النَّظَرِ تمہارا نظر کو گھما گھما کر دیکھنا، یہ جو تم اِدھر اُدھر دیکھ رہے ہو اس سے جو مصنوعات تیار ہورہی ہیں اللہ ان سے خوب واقف ہے۔

نمبر ۲۔ وَاللّٰهُ خَبِيْرٌۢ بِاِسْتِعْمَالِ سَآئِرِ الْحَوَاسِّ تمہارے حواس اس معشوق کے لیے جو بدحواس ہوجاتے ہیں اور اس کی یاد میں مشغول ہوجاتے ہیں اللہ ان سے باخبر ہے۔

نمبر ۳۔ وَاللّٰهُ خَبِيْرٌۢ بِتَحْرِيْكِ الْجَوَارِحِ اس معشوق کے چکر میں تمہارے اعضاء جو حرکت میں آجاتے ہیں، کہیں خط لکھ رہے ہو، کہیں اس کی بات سن رہے ہو، کہیں اس کے پیچھے بھاگے جارہے ہو اور دل میں نہ جانے کتنے کتنے فیچر بناتے ہو تو اللہ ان سب کو جانتا ہے۔

نمبر ۴۔ وَاللّٰهُ خَبِيْرٌۢ بِمَا يَقْصُدُوْنَ بِذٰلِكَ اور اس بدنظری سے جو تمہارا آخری مقصد ہے اللہ اس سے بھی واقف ہے۔ جس ریل کا آخری اسٹیشن گندا ہو آپ سوچئے اس کے پہلے اسٹیشن پر ہی نہیں جانا چاہیے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ دیکھو نظر کی حفاظت کرو ورنہ تمہارا قلب ہمارے لائق نہیں رہے گا۔ اچھا دیکھئے! جب پان سڑنا شروع ہوتا ہے تو جلدی سے سڑا ہوا حصہ کاٹ دیتے ہیں تاکہ اگلے حصہ کو نہ سڑادے، اسی طرح جب یہ مُردے دل میں آتے ہیں تو دل کو سڑادیتے ہیں، لہٰذا ان کو جلدی نکالو ورنہ سارا دل سڑ جائے گا۔ دیکھو! پان کی مثال سے سبق حاصل کرلو۔ جو لوگ پان کھاتے ہیں وہ سڑے ہوئے حصہ

پر جلدی سے قینچی چلاتے ہیں کیونکہ کہتے ہیں کہ یہ اگلا حصہ بھی سڑا دے گا، تو جب مُردوں کی محبت دل میں آنے لگتی ہے تو سارا دل سڑنے لگتا ہے، لہٰذا ان کو جلدی نکالو، اگر خود نہ نکال سکو تو تھانے داروں کو بلاؤ تا کہ وہ تمہارا گھر خالی کرائیں، وہ تھانے دار اللہ والے ہیں، تو اہل اللہ سے دعائیں کراؤ، ان سے ذکر و وظیفہ پوچھو۔

شیخ کا حسنِ ظن

میں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہوں، اللہ تعالیٰ نے مجھ پر بہت کرم فرمایا۔ میرے شیخ حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب دامت برکاتہم نے لاہور میں لوگوں سے فرمایا کہ اختر کے بیان کا انتظام کیا کرو، یہ تم لوگوں کو مفت میں مل گیا ہے، یہ میرے ساتھ کراچی سے آیا ہے۔ اس کے کرایہ کے لیے بنگلہ دیش والے گیارہ ہزار روپے بھیجتے ہیں، سوچو اس کو وہ دو ٹکٹ بھیجتے ہیں وہاں کے بائیس ہزار ہوئے پھر وہاں تمام مہمانوں کو بلانا لاکھوں روپے بے چارے خرچ کرتے ہیں لیکن تم کو اختر مفت میں مل گیا، اس لئے تم اس کی قدر نہیں کرتے ہو۔

حیدر آباد دکن میں پروفیسر حسن سعید نے اپنے کالج میں بیان کا انتظام کیا تو انہوں نے اس سلسلہ میں جو اشتہار بنایا تو اس اشتہار کو میرے شیخ نے پڑھا، اس میں میرے بارے میں لکھا تھا کہ ایک بہت بڑے مولانا، معارف مثنوی کے مصنف کراچی سے آئے ہوئے ہیں تو حضرت نے ایک لفظ بڑھا دیا، فرمایا کہ اس کو عارف باللہ بھی لکھو، میرے نام کے ساتھ شیخ نے عارف باللہ لکھوا دیا۔ میں نے دل میں دعا کی کہ یا اللہ! میرے شیخ کی زبان کی لاج رکھ لیجئے اور اپنی رحمت سے مجھے عارف باللہ بنا دیجئے۔

ایک لطیفہ

اس پر ایک لطیفہ یاد آیا۔ میرے ایک دوست کے پاس ایک بدعتی آیا۔ اس نے کہا کہ کیا سنت وشریعت کے پابند لوگوں ہی کے پاس عارف باللہ پیدا ہوتے ہیں؟ اس نے کہا کہ ہاں دنیا میں جتنے عارف باللہ ہوئے ہیں وہ سب سنت وشریعت کے پابند لوگوں میں پیدا ہوئے ہیں۔ بدعتی نے کہا کہ ہمارے لوگوں میں عارف باللہ نہیں ہوتے۔ میرے دوست نے کہا کہ تمہارے یہاں باگڑ بلّا ہوتے ہیں عارف باللہ نہیں ہوتے کیونکہ باگڑ بلّا بچوں کا دودھ پی جاتا ہے اور تمہارا جو یہ باگڑ بلّا پیر ہوتا ہے یہ تم لوگوں کا ایمان پی جاتا ہے اور نذرانہ الگ لیتا ہے۔

بس اب دعا کرلیں کہ اللہ تعالیٰ اس مجلس کو اپنی رحمت سے قبول فرمالیں اَللّٰھُمَّ ھٰذَا حَرَمُ نَبِیِّکَ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یا اللہ! بلادِ رسول میں جو باتیں سنائی گئیں ہیں انہیں اپنی رحمت سے قبول فرمالیں۔ اے اللہ! ہم سب رحمۃ للعالمین حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی ہیں اور آپ رحمۃ للعالمین کے رب ہیں، اے اللہ! آپ نبی رحمت کے ارحم الراحمین رب ہیں، ہم سب پر رحمت فرما دیجئے اور ہمارے قلب وجاں کو جذب فرما کر اپنی ذات کے ساتھ اس طرح چپکا لیجئے کہ سارا عالم ہم کو آپ سے نہ چھڑا سکے۔

یا اللہ! نفس وشیطان کی غلامی سے نکال کر ہم کو سو فیصد اپنی فرماں برداری کی حیات عطا فرمائیے اور اولیاء صدیقین کے رجسٹر میں ہم کو درج فرمائیے اور ان کے اعمال اور اخلاق کی بھیک ہم کو عطا فرمائیے، تمام منکرات اور برائیوں سے پاک فرمائیے، تزکیۂ نفس کے بارے میں آپ نے فرمایا ہے کہ:

﴿وَلٰکِنَّ اللّٰہَ یُزَکِّیْ مَنْ یَّشَآءُ﴾

(سورۃ النور، آیت:۲۱)

تو اس مَنۡ یَّشَآءُ میں ہم سب کو داخلہ عطا فرما دیجئے، ہمارے تزکیۂ نفس کے لئے اپنی مشیت ہمارے شاملِ حال فرمایئے اور اپنا دستِ کرم ہماری طرف بڑھایئے اور ہم کو اپنا بنا لیجئے ۔

دست بکشا جانبِ زنبیلِ ما
آفریں بر دست و بر بازوئے تو

اے خدا! آپ کی جتنی بھی تعریف کی جائے کم ہے، آپ اپنی رحمت سے، جذب سے ہم سب کو اپنا بنا لیجئے، آمین۔

رَبَّنَا تَقَبَّلۡ مِنَّآ اِنَّكَ اَنۡتَ السَّمِیۡعُ الۡعَلِیۡمُ وَتُبۡ عَلَیۡنَآ اِنَّكَ اَنۡتَ التَّوَّابُ الرَّحِیۡمُ وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى خَیۡرِ خَلۡقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَصَحۡبِهٖ اَجۡمَعِیۡنَ